مدیر کے نام

ڈاکٹر طلعت سلطان ' جامعہ ام القریٰ ' مکہ مکرمہ

مشترک اجتماعات (نومبر ۹۶) پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی اور بے ساختہ آپ کے لیے دعائیں نکلیں۔ فقہی مسائل میں شدت و غلو کے خلاف علم اٹھا کر آپ نے جماعت کی اولین تعلیمات کی بہترین عکاسی کی ہے۔ سید مودودیؒ نے قیام جماعت کے وقت ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ یہ جماعت کسی مخصوص فقہی مسلک کی ترجمانی کے لیے بطور فرقہ قائم نہیں کی گئی ہے۔ قائدِ تحریک نے اس وقت بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا: "ارکان جماعت کو میں خداوند برتر کا واسطہ دے کر ہدایت کرتا ہوں کہ کوئی شخص فقہی و کلامی مسائل میں میرے اقوال کو دوسروں کے سامنے حُجت کے طور پر پیش نہ کرے۔ اس طرح میرے ذاتی عمل کو بھی جسے میں نے اپنی تحقیق کی بنا پر جائز سمجھ کر اختیار کیا ہے' نہ تو دوسرے لوگ حجت بنائیں اور نہ بلا تحقیق محض میرا عمل ہونے کی حیثیت سے اس کا اتباع کریں' ان معاملات میں ہر شخص کے لیے آزادی ہے---" (روداد جماعت' حصہ اول' صفحہ ۳۴)

بدقسمتی سے ہم میں سے اکثر سید مودودیؒ سے اظہار عقیدت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں ان کے فقہی مسلک پر بعینہ صاد کر دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ کی زبانی تعریف کرنے کے باوجود بہت سے لوگ اپنے مسلک سے مختلف بات کو کوئی اہمیت' عزت یا احترام دینے کے قطعاً" روادار نہیں ہوتے۔

"مشترک اجتماعات" پر آپ کی بات پڑھ کر یاد آیا کہ ایک مرتبہ مانٹریال (کینیڈا) میں مولانا محترم کی یاد میں ایک تقریب سے خطاب کرنے گیا ہوا تھا۔ منتظمین نے خواتین کے لیے قناتیں تان کر الگ انتظام کیا تھا۔ اختتام اجتماع پر پاکستان کی ایک خاتون میرے پاس آئیں اور کہا کہ "بھائی جان! آپ نے کیا تقریر کی' اور کیا عمدہ باتیں کہیں' یہ تو آپ مرد حضرات ہی جانیں' ہمارے یہاں خواتین میں تو اتنا شور و غل تھا کہ کان پڑی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ڈیٹرائیٹ (مشی گن) میں ایک اجتماع میں جب میرے اصرار پر خواتین حجاب کے ساتھ مردوں کے پیچھے والی نشستوں پر آ کر بیٹھیں تو نہ صرف انھوں نے بات کو غور سے سنا بلکہ مردوں کی توجہ بھی پوری طرح اجتماع پر مرکوز رہی۔

ہمارے بعض احباب شاید یہ کہیں کہ یہ محض اجتماع کے نظم و نسق کا مسئلہ ہے' اسے مشترک اجتماعات کے لیے دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ محض زبانی گفتگو سننے کے مقابلے میں' مشاہدہ سے توجہ کے

ارتکاز (attention span) اور مواد کے تحفظ (retention) پر ۵۰۰ سو گنا زیادہ اثر پڑتا ہے۔

رئیس فاطمہ، نامعلوم

رشتے داروں سے پردہ (نومبر۹۶) پڑھ کر بے انتہا دکھ اور افسوس ہوا۔ مجھے آپ سے ہرگز ایسی توقع نہیں تھی۔ آپ نے نہ صرف ان خاتون کی غلط رہنمائی کی بلکہ شرعی پردے کی دھجیاں بکھیر دیں۔ جہاں تک صلہ رحمی کا تعلق ہے وہ چہرے کے پردے کے باوجود کی جا سکتی ہے۔ انھیں تحائف دیے جا سکتے ہیں، کھانے پر بلایا جا سکتا ہے، ان کی بیویوں اور بیٹیوں سے تعلقات بڑھائے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک امربالمعروف کا حکم ہے اور رشتے داروں کو ڈرانے کا حکم ہے تو عورت کے لیے عورتوں کا میدان اور مرد کے لیے مردوں کا میدان ہے۔ کیا آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ عورت کے لیے نامحرم رشتے داروں کو تبلیغ کرنا ضروری ہے۔

پردے کے بارے میں قرآن و حدیث کے احکامات کو ملاؤں کی ایجاد قرار نہیں دیجیے گا۔ نفس کو جو چیز مرغوب نہ ہو اور اپنے گھروں میں اس کا رواج دینا مشکل نظر آئے، اسے دین میں غلو اور مشکل پیدا کرنا نہ کہیں۔ یقین کیجیے یہی آسانی ہے، یہی میانہ روی ہے اور یہی شریعت ہے کیونکہ یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

آپ کے جواب سے نہ صرف شرعی پردہ کرنے والی خواتین کی دل آزاری ہوئی جو اب تک شوہر، والدین، خاندان والوں اور سسرال والوں کے طعنے اللہ کی خاطر برداشت کرتی رہی ہیں بلکہ جو خواتین اس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ کسی طرح اپنے نفس، شوہر، خاندان والوں اور سسرال والوں کو آمادہ کر کے نامحرموں سے پردہ کر سکیں، وہ بھی ڈھیلی پڑ گئی ہوں گی۔

حافظ محمد حسین، تونسہ شریف

رشتے داروں سے چہرہ کا پردہ اور مشترک خاندان اور اسلام ایک نہایت اچھی کوشش ہے۔ آج کل ہر خاندان میں یہی مسائل ہیں۔ اسی طرح کی تحقیق سے بہت سی پریشانیاں ختم ہو سکتی ہیں اور دین کے صحیح تصور کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

بیگم نصرت سمیع، جھنگ

گذشتہ چند ماہ سے ترجمان کے مضامین کی ترتیب میں ایک خاص بات خوش آیند پائی، وہ ہے اسلامی معاشرے میں خواتین کے حوالے سے مضامین کی شمولیت۔ کم از کم میں تو شکرگزار ہوں۔ دسمبر کی اشاعت میں اسفار نبویؐ میں امہاتؓ کی شمولیت پر ڈاکٹر صدیقی کا مقالہ بے حد خوبصورت تھا۔

سرفراز علی مرزا، لاہور

قائد اعظم پبلک لائبریری میں "ترجمان القرآن" میں تزکیہ و تربیت کے موضوع پر آپ کا مضمون نظر سے گزرا، نیز کسی بہن کے سوال کے جواب میں آپ کی نگارشات پڑھنے کا موقع ملا۔ "الدین یسر" کے نقطہ نظر کو اس

قدر وضاحت سے اور دل نشیں پیرایہ میں بیان کرنے پر مبارک باد قبول فرمائیے۔

خالد محمود ' سرگودھا

"اپنی تربیت کیسے کریں" زبردست مضمون ہے۔ تربیت کے حوالے سے میری بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ اللہ آپ کو یہ کتاب مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد ہارون مومن ' کراچی

نومبر ۹۵ کے شمارے میں تزکیہ و تربیت کے باب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مکتوب شائع ہوا تھا مگر اس کے بعد مکتوبات شریف کی کسی شمارے میں زیارت نہیں ہوئی۔ براہ کرم اس سلسلے کو مسلسل جاری رکھیں۔ یہ دینی رہنمائی اور سنت کی پیروی کرنے کا ایک نہایت ہی مستند ذریعہ ہے۔

نواز علی نظامانی ' بدین

ہمارے ذہن میں جو کچھ طلب ہوتی ہے' وہ سب ترجمان القرآن میں موجود ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی نایاب جریدہ ہے۔ "تربیت کیسے کریں" سے تربیت کا راستہ عملی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ "ایک ہی راستہ: جدوجہد" سے بہت سے حقائق سامنے آئے۔

محمد تعظیم یٰسین ' ڈھیر کوٹ

"ایک ہی راستہ: جدوجہد" بے حد پسند آیا۔ اس دور کے نشیب و فراز سے آگاہی دیتا ہے۔

انجینئر ب۔ ک۔ جواد ' کویت

ماء واحد (نومبر ۹۶' ص ۱۴) کے معنی عربی قواعد کی رو سے "کوئی سا پانی" ہو جاتے ہیں۔ "ایک ہی پانی" کے لیے الماء الواحد آنا چاہیے۔ سورۃ الرعد میں ماقبل حرف جر ب کی وجہ سے زیر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خیر خواہ بھائی کو جزائے خیر دے جو دلوں کو پگھلانے والے انداز میں نصیحۃ من قرآن کا انتخاب کرتا ہے۔

غازی الدین احمد ' کراچی

دل چاہتا ہے کہ ترجمان میں کوئی غلطی نہ ہو۔ ایک بھی گراں گزرتی ہے مثلاً اتفاق کے بجائے نفاق۔ توجہ اس لیے دلاتا ہوں کہ یہ خوب سے خوب تر ہو۔ عربی کے ایک شعر کا مفہوم ہے کہ آدمی کی شرافت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کے عیب گنتی میں آ جائیں۔